یکساں سول کوڈ - قطعاً غیر اسلامی!

حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ (سابق جنرل سکریٹری بورڈ)

یکساں سول کوڈ جیسا بھی ہو، بہر حال غیر اسلامی ہوگا (۳) خدانخواستہ اگر یکساں سول کوڈ لایا گیا تو مسلمانوں کی معاشرتی زندگی بڑی الجھنوں میں مبتلا ہوجائے گی اور بہت سے معاملوں میں ہمیں قانون کے ذریعہ مجبور کیا جائے گا کہ ہم جائز چیزوں کو چھوڑ دیں اور حرام کو قبول کرلیں۔

ہندوستان کے قانون سازوں کا ذہن مغربی سانچوں میں ڈھلا ہوا ہے اور قانون بناتے وقت ان کے سامنے کسی مغربی ملک کا کوئی نہ کوئی قانون رہا کرتا ہے، اس لئے یکساں سول کوڈ پورے طور پر مغربی طرز کا ہوگا، جس کی ایک مثال ''ہندوکوڈ'' ہے، میرا خیال ہے کہ اگر حکومت نے یہاں یکساں سول کوڈ بنایا تو وہ موجودہ ہندوکوڈ کو یونیفارم سول کوڈ کا نام دے گی، اسے تھوڑی بہت ظاہری تبدیلی کے ساتھ سول کوڈ بنادیا جائے گا۔ ہندوکوڈ کی بنیاد ہندو مذہب کی تعلیمات نہیں بلکہ مغربی نظریات ہیں، مثلاً ہندوکوڈ کی رو سے شادی کے بعد تین سال تک میاں و بیوی میں علیحدگی کا سوال پیدا نہیں ہوسکتا۔ اور دونوں میں سے کوئی اگر علیحدگی چاہے تو اسے شادی کے بعد کم سے کم تین سال تک انتظار کرنا ہوگا۔ ہندوکوڈ نے طلاق کا اختیار بھی مردوں سے ختم کردیا ہے اور یہ صراحت کی ہے کہ مرد اور عورت میں سے جو بھی علیحدگی چاہے عدالت میں درخواست دے، عدالت اگر علیحدگی کے مطالبہ کو درست سمجھے گی تو علیحدگی کرادے گی۔ یہ سسٹم خدا کے بتائے ہوئے قانون سے صاف طور پر ٹکراتا ہے۔ شریعت (مسلم پرسنل لا) نے اس کا پابند نہیں کیا ہے کہ نباہ ہو رہا ہو یا نہیں، بہر حال تین سال تک میاں و بیوی ایک دوسرے کو برداشت کرتے رہیں، شریعت نے طلاق کا اختیار مرد کو دیا ہے، خلع اور فسخ کا حق عورت کے لئے مخصوص کیا ہے اس لئے اس طرح کے قوانین ایک مسلمان کی عائلی زندگی کے لئے ناقابلِ برداشت ہیں۔

ہندوکوڈ میں وراثت کے متعلق بھی دفعات موجود ہیں۔ یہ دفعات بھی اسلام کے قانون وراثت سے ٹکراتی ہیں۔ مثلاً ہندوکوڈ نے ماں، بیوی، بیٹا اور بیٹی کو برابر کا درجہ دیا ہے۔ اگر مرنے والے کے یہ چاروں وارث موجود ہوں تو جائداد برابر تقسیم کی جائے گی اور سبھوں کو برابر حصہ ملے گا۔ جب کہ اسلام نے ان چاروں کے لئے چار الگ درجات متعین کئے ہیں اور ہر ایک کے حصہ کی مقدار بتادی ہے...... اس طرح ہندوکوڈ کا وہ پورا حصہ جو میراث سے متعلق ہے اسلام کے قانون میراث سے بالکل الگ ہے۔ بہت سے وہ لوگ جو اسلامی قانون کے لحاظ سے حقدار یا زیادہ کے حقدار ہوا کرتے ہیں ہندوکوڈ کی نظر میں ان کا حصہ کم ہوگا یا نہیں ہوگا۔ اور بہت سے وہ لوگ جو اسلامی قانون کے لحاظ سے کم کے مستحق ہیں یا جنہیں کچھ نہیں ملنا چاہئے وہ ہندوکوڈ کے مطابق زیادہ پاسکتے ہیں۔ اسلامی نقطۂ نظر سے اس طور پر کچھ لوگوں کی حق تلفی اور کچھ لوگوں کو بیجا نفع پہونچتا ہے جو غلط ہے۔

دونوں قوانین کے درمیان جو فرق ہے اس کی یہ چند مثالیں ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ مغرب سے برآمد کیا ہوا یہ ہندوکوڈ مسلم پرسنل لا سے بالکل الگ اور مخالف قانون ہے۔ یکساں سول کوڈ موجودہ ہندوکوڈ سے زیادہ مختلف نہیں ہوگا اس لئے اگر مسلم پرسنل لا کی جگہ یکساں سول کوڈ نافذ کیا گیا، تو مسلمانوں کی عائلی زندگی کی پوری عمارت ڈھ جائے گی۔

مسلم پرسنل لا اور مسلم ممالک

یہ بات بار بار دہرائی گئی کہ جب مسلم ممالک میں مسلم پرسنل لا کو ختم کیا جاسکتا ہے تو ہندوستان میں تبدیلی کیوں غلط ہوگی۔ خاص کر وہ لوگ جو ہر معاملے میں پاکستان کے نام سے بدکتے ہیں، اس معاملہ میں پاکستان کی دہائی دے کر ہندوستانی مسلمانوں کو پاکستانی مسلمانوں کی پیروی کا مشورہ دیتے ہیں۔ اور حکومت پاکستان کے نقشِ قدم پر چلنے کی تلقین کرتے ہیں۔

''مسلم پرسنل لا'' کی تنسیخ یا تبدیلی کی یہ دلیل بظاہر مضبوط معلوم ہوتی ہے، مگر اس کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ جو قرآن وسنت کے خلاف ہے، وہ غلط ہے، خواہ کہیں ہورہا ہو، کسی ''مسلم اسٹیٹ'' کی غلط کارروائی ''اسلامی قانون'' نہیں کہلاسکتی ہے (۱) اور نہ اس بنیاد پر اسلامی قانون میں تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔ جو چیز قرآن وسنت کی روشنی میں صحیح ہے اسے ہی صحیح اور اسلام کے مطابق کہا جائے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ مسلم ممالک میں ''پرسنل لا'' کی تبدیلی کا جو پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے وہ حقیقت سے دور ہے۔ عام طور پر مسلم ممالک میں ''مسلم پرسنل لا'' نافذ ہے اور وہاں کے لوگ شریعت کے مطابق اپنے عائلی مسائل حل کرتے ہیں۔ صرف چند ممالک ایسے ہیں جہاں تبدیلی ہوئی ہے۔ ماضی بعید میں تبدیلی کی اہم مثال ''ترکی'' ہے جہاں ۱۹۲۶ء میں نہ صرف ''مسلم پرسنل لا'' کو ختم کرکے انفرادی زندگی کے نظام کو درہم برہم کردیا گیا۔ انتہا یہ ہوئی کہ انگریزی لباس کو قانونی شکل دی گئی، عربی زبان کا استعمال ختم کردیا گیا اور اسلامی عبادتوں پر بھی ہاتھ صاف کیا گیا اور لوگوں کو مجبور کیا گیا کہ وہ مذہب ومعاشرہ کے جانے پہچانے طریقوں سے الگ ہوجائیں۔ اس قسم کے باطل قوانین کی مخالفت کرنے والے سیکڑوں علماء شہید کردیے گئے اور توپوں کے سائے میں اسلامی قوانین کو مٹایا گیا۔ ترک علماء اور عوام نے اس طویل عرصہ میں کبھی بھی ان قوانین کو پسند نہیں کیا اور آخر کار ترکی حکومت قوانین بدلنے پر مجبور ہوئی اور آہستہ آہستہ ترکی حکومت پھر اسلام کے قریب آرہی ہے۔

ماضی قریب میں کچھ تبدیلیاں پاکستان میں لائی گئیں جس کا برابر ذکر خیر ہوتا ہے پاکستان میں جو کچھ ہوا اس کی ہمیں خبر ہے اگرچہ وہاں کی تبدیلیوں کا زیادہ تر تعلق انتظامی امور سے ہے، لیکن یہ صحیح ہے کہ متعدد تبدیلیاں قانون شریعت کے خلاف ہوئی ہیں، اور نہ صرف ہم، بلکہ پاکستان کے لوگ بھی اسے غلط سمجھتے ہیں۔ جس وقت یہ تبدیلی لائی گئی وہاں کے علماء نے زبردست احتجاج کیا اور عوام نے علماء کا ساتھ دیا، مگر پاکستان کی فوجی حکومت نے احتجاج کرنے والوں کو جیل بھیج کر ''مسلم پرسنل لا'' کے کچھ حصوں کو بدل ڈالا۔ اگر ہندوستان کی حکومت پاکستان کو سامنے رکھ کر یا ترکی کو مثال بناتے ہوئے ''مسلم پرسنل لا'' کو بدلنے کی کوشش کرتی ہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہوگا کہ ہندوستان میں بھی ان دونوں ملکوں کی طرح آمرانہ اور فوجی نظام اپنایا جارہا ہے۔

وہ لوگ جو اس مسئلہ میں بار بار پاکستان کا نام لیتے ہیں، ان کی خدمت میں ہم عرض کریں گے کہ پاکستان کی فوجی حکومت کا طرزِ عمل ہندوستان کی حکومت کے لئے دلیل فراہم کرسکتا ہے، تو پھر پاکستان کی جمہوری حکومت کا طرز عمل اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ ہندوستان کی جمہوری حکومت اسے اپنائے...... پاکستان کے صوبہ سرحد میں چند ہدایتیں دی گئی تھیں۔ مثلاً زنا کرنے والوں اور شراب پینے والوں کو سزا، نائٹ کلبوں اور ڈانس پر پابندی، رمضان المبارک کا احترام، عملہ کے لئے نماز کی پابندی، عورتوں کو چست اور جاذب نظر لباس پہن کر نکلنے کی ممانعت اور اسی انداز کی کچھ تبدیلیاں، جو پاکستان کے ایک صوبہ میں لائی گئیں، کیا پاکستان کے نقش قدم پر چلنے کا مشورہ دینے والے اس نقش کو بھی اپنانے کا مشورہ دیں گے؟ اور ان کی یہ کوشش ہوگی کہ ہندوستان یا اس کے کسی صوبہ میں ایسی ہدایتیں دی جائیں؟

ایک چیز اور بھی لائق توجہ ہے...... مسلم ممالک نے پرسنل لا میں تبدیلی کی ہے یا نہیں؟ اور کی ہے تو کس طرح کی اور کس حد تک؟

اس بحث میں پڑنے سے پہلے زیادہ اہم چیز یہ ہے کہ مسلم ممالک نے اپنے ملک میں آباد مذہبی اقلیتوں کے دینی امور میں کوئی مداخلت کی ہے یا نہیں؟ اس کا جائزہ لیا جائے۔ ہندوستانی مسلمان مذہبی اقلیت ہیں، اس لئے مذہبی امور میں اگر مسلم ممالک کی کوئی مثال سامنے رکھی جاسکتی ہے تو اس کے لئے سب سے بہترین ان ممالک کی اقلیتی صورت حال ہوسکتی ہے۔ میرے علم کے مطابق کسی بھی مسلم ملک نے اپنے یہاں کی مذہبی اقلیت کے دینی اُمور میں کسی طرح کی مداخلت نہیں کی ہے، نہ پرسنل لا کو ہاتھ لگایا ہے۔ ایسے بھی مسلم ممالک ہیں جن کے پڑوس میں دوسرے مذہب کے ماننے والوں کی حکومت ہے اور دونوں میں ایسے شدید ترین اختلافات بھی موجود ہیں جن کی تہ میں کسی نہ کسی درجہ میں مذہبی جذبہ بھی کارفرما ہے۔ لیکن اس ملک میں پڑوسی ملک کے ہم مذہب، اقلیت کی شکل میں آباد ہیں اور وہ اپنی دینی زندگی اور پرسنل لا کو محفوظ سمجھتے ہیں اور اس پر آزادی کے ساتھ عمل کرتے ہیں...... مصر میں یہودیوں کی مذہبی آزادی اس کی واضح مثال ہے!

سوشل میڈیا ڈیسک آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

مزید اہم موضوعات پر اکابرین بورڈ کے گرانقدر مضامین حاصل کرنے کے لئے اپنا نام اور مکمل پتہ اس نمبر پر ارسال کریں۔

9834397200